بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

”رجسٹرڈ ایل نمبر“

قیمت پیشگی سالانہ

(۱) عوام سے (صہ)
(۲) خواص و معاونین سے (۱۰)
(۳) ہندوستان سے باہر (۷)
(۴) غیر مذاہب والوں سے (۱۲)
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (۱۲/)

(نوٹ)
عہ کا سالانہ کا اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۵۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ - اکتوبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۸ - رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۲

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے فہم اور اس کی اشاعت کے خیال کو مد نظر رکھکر یہ ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ ترجمہ میں لفظی ترجمہ کی رعایت ساتھ محاورہ اور سلاست کے پہلو کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو دکھا لیا جاتا ہے۔ متن اور ترجمہ میں آیات کے نمبر ساتھ ساتھ دئے ہیں۔ اور حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں۔ جن میں اسی امر کو ملحوظ رکھا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تفسیر میں کوئی ایسا امر نہ ہو جس کیلئے قرآن مجید سے استشہاد نہ ہو سکے۔ اس طرح پر اس کو تفسیر القرآن بالقرآن کہنا چاہئے۔ اور پھر اسلوب ایسا ہے۔ کہ جس سے قرآن مجید کی حقیقت اور حقانیت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت صاف طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ ان اعتراضات کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے۔ جو قرآن مجید پر معترضین اور مخالفین ... کرتے ہیں۔

یہ ترجمہ اور نوٹ حضرت خلیفۃ المسیح کے درس سے لئے گئے ہیں۔ اور انکو کھول کر لکھا گیا ہے۔ کہ جس سے پبلک پورا فائدہ اٹھا سکے۔ بعد ترتیب جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بغرض اصلاح پیش کر دئے جاتے ہیں۔ آپ کی اصلاح کے بعد حوالہ کاتب ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ کو حضرت خلیفۃ المومنین کے عہد خلافت کا ایک تاریخی واقعہ قرار دینے کی نیت سے وہاں سے شروع کیا ہے جہاں سے بہ حیثیت خلیفۃ المسیح آپ نے درس شروع فرمایا۔

پہلا پارہ سورہ زمر سے لیکر حٰم السجدہ تک چھپ کر شائع ہو چکا۔ قیمت فی پارہ عہ

دوسرا سورہ شوریٰ سے لیکر سورہ جاثیہ تک پریس میں جا رہا ہے۔ اس مضمون کی اشاعت تک کاتب دو جزو سے زیادہ لکھ چکا۔ اور ایک جزو چھپ چکا ہے۔ حسب معمول سابق ۳۰ - اکتوبر تک انشاء اللہ شائع ہو جائیگا۔

میں ان احباب کا شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے قبل از وقت کسی وجہ سے معذور ہو کر اطلاع دی۔ کہ انہیں اس سلسلہ ترجمۃ القرآن کو فی الحال کوئی کاپی نہ بھیجی جاوے۔ کیونکہ انہوں نے بہرحال مطبع کو کوئی نقصان تو نہیں پہونچایا۔ ان احباب کا سخت گلہ ہے۔ جنہوں نے متواتر ایک مہینے کی اطلاع پر بھی خبر تو نہیں دی مگر پارہ جانے پر جھٹ واپس کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کا بوجھ ایسے ہی بزرگواروں پر ہو۔ تو سخت وقت کا سامنا ہے۔

مگر

نہیں۔ ایسے ہی عالی ہمت بزرگ اور قرآن کریم کی اشاعت کے دلدادہ ہیں۔ کہ انہوں نے اس پارہ کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ اور نہایت محبت اور قدر کی نگاہ سے اسے دیکھا جہانتک تک اسباب کا تعلق ہے۔ میں ایسے ہی دوستوں کے ذریعہ اس خدمت کے قابل ہو سکونگا۔ میں اپنے ناظرین کو پھر بتاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میرے سر میں عقل اور فہم کی قوتیں کہی ہیں۔ اور میرے ہاتھ میں قلم اور قلم میں زور اور روانگی بخشی ہے والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ مگر میرے پاس روپیہ نہیں جو قلم کے نتائج پیش کر سکوں۔ اسکے لئے میں

صرف ان دوستوں

کو مخاطب کرتا ہوں۔ جو ترجمۃ القرآن کی ضرورت اور اسکی اشاعت کی حاجت محسوس کرتے ہیں۔ وہ میرے معاون ہوں۔ اور میری ان رکاوٹوں میں جو مالی مشکلات کی شکل میں سد راہ ہوتی ہیں۔ میرا ہاتھ بٹائیں۔ اور دعا کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ توفیق اور ہمت عطا کرے کہ میں اس خدمت کو سر انجام دے سکوں جن حضرات نے یہ پارہ واپس کیا ہے وہ مطمئن رہیں یہ قرآن مجید

کا ایک پارہ بھی بھیجکر انہیں تکلیف نہیں دونگا۔ اسلئے وہ احباب جو خریدار ہیں۔ وہ توجہ کریں۔ اور اس کی اشاعت کے لئے خاص توجہ سے کام لیں۔ دو پیسہ روز قرآن مجید کے حقایق و معارف کے لئے خرچ کرنے میں جو بخل سے کام لینا چاہتے ہیں۔ میں ان کو متوجہ نہیں کرتا۔ میرے معاونین اگر ایسی سعی کر سکیں۔ کہ وہ کم سے کم ایک ایک خریدار اور مہیا کریں۔ یا خود دو دو کاپیاں خرید لیں۔ تو میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اس صیغہ میں کافی مالی مدد مل سکتی ہے۔ بالآخر میں یہ کہکر اس کو ختم کرتا ہوں کہ آپ خود خریدیں۔ اور دوسروں تک اسے پہنچائیں اگر چاہتے ہیں۔ کہ اس کام میں کوئی روک پیدا نہ ہو جہاں تک ہماری سعی اور محنت سے متعلق ہے۔ اور باقی اس میں برکت رکھدینا اور توفیق عطا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

سورہ بقر کی تفسیر کا ہدیہ ۱۲ ہے۔ اور حقیقت نماز عصر اور الاسماء الحسنیٰ قیمت ۵ ر یہ ایسے قابل قدر تحفے ہیں جو کسی دیندار مسلمان کا کتب خانہ ان سے خالی نہیں رہنا چاہئے تمام درخواستیں یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

قومی ضروریات کے متعلق تحریکیں

پچیس روپیہ کا فنڈ | گذشتہ ہفتہ نو بزرگوں کے نام درج چکا ہوں۔ جنہوں نے سالانہ جلسہ پر پچیس پچیس روپیہ اپنی جیب سے دینے یا جمع کر کے لانیکا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے ارادوں میں استحکام اور برکت دے اور انہیں توفیق ایفا عطا فرماوے آمین:-

اس اشاعت کے بعد سالانہ جلسہ میں صرف نو ہفتہ باقی رہجائیں گے لہذا اگر خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کو دیکھنے والی اور زندہ خدا اور زندہ رسول پر ایمان لانے والی قوم نے اس تحریک کو بار آور کرنیکے لئے عملی قدم اٹھایا۔ تو فی ہفتہ ایک سو سے زیادہ نام میرے پاس آنے چاہئیں۔ تب جا کر ایکہزار کی تعداد پوری ہوگی۔ ورنہ اگر یہی رفتار رہی تو مشکل معلوم ہوتا ہے بہر حال ہم قدرت الٰہی کا کرشمہ دیکھتے ہیں۔ آخر یقین ہے۔ کہ یہ تحریک خالی نہ جائے گی۔ اور کسی نہ کسی وقت اپنا اثر پیدا کریگی۔

اس تحریک پر ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے ایک آرٹیکل لکھکر بھیجا ہے۔ جو دوسری جگہ درج ہے۔ میں اسکو بھی ایک کامیابی سمجھتا ہوں۔ جو اسنے سید صاحب جیسے عدیم الفرصت کو ضروریات قوم کے لئے دل میں درد رکھنے والے انسان کو جا گدگدایا۔ اور میری آواز میں شریک ہونے کو اٹھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ قوم میں رائے زنی کی قوت کو پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسے مختلف طبقوں کے لوگ رائے زنی کریں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل سے الحکم اس بات کے پیدا کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ جلسہ کے متعلق اس کی تجاویز قابل غور سمجھی گئی ہیں۔ میں عزیز اور معزز ہم عصر بدر کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریک کو اپنے کالموں میں محبت اور جوش سے جگہ دے تاکہ قوم میں بہت سے لوگ پیدا ہو جائیں۔ جو اس جلسہ کی تقریب پر ۲۵ ۲۵ روپیہ جمع کر کے لانے کے لئے طیار رہیں۔ بہر حال اس ہفتہ اس تحریک کے متعلق مندرجہ ذیل خطوط قابل قدر ہیں

(۱) سید حیات علی صاحب دانشے ۲۵ اسی تحریک میں اور ۵ ر سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور خود بھی شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(۲) بابو منظور الٰہی صاحب ٹیلیگراف سپروائزر لاہور ۲۵ جمع کر کے داخل کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

(۳) ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی ضلع گجرات نے ۲۵ بھیجدئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

مجلس معتمدین کے ایک ٹرسٹی کا ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخی مکرمی جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب کی تحریک دربارہ جمع کرنے مبلغ ۲۵۰۰۰ روپیہ پڑھی اور جو مختلف اصحاب نے اسپر رائے زنی فرمائی ہے۔ اسکو بھی پڑھتا رہا ہوں۔ اور اس امر کا انتظار کرتا رہا ہوں۔ کہ قوم اس کا کیا جواب دیتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اب تک اللہ تعالیٰ کی خاطر جانوں کو حاضر کر دینے کا دعویٰ کرنیوالی قوم میں سے ۱۰۰ آدمی نے بھی لبیک کا لفظ آپکے سوال کے جواب میں نہیں کہا۔ مگر ساتھ ہی یہ تو میرا دل مان نہیں سکتا۔ کہ ہماری قوم میں ایسے دل نہیں ہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہر ایک بشر اس قوم کا اپنے دل میں ایسی ایسی خواہشیں لئے بیٹھا ہے۔ اور اپنا ایمان اللہ اور آپکے رسول اور کلام پر رکھتا ہے۔ کہ ہر دم اس سفلی زندگی اور اسکی چیزوں کو لات مارنے کیلئے طیار ہے۔ تو پھر اسکی وجہ کہ کیوں آپ کے سوال کا جواب جیسا کہ چاہئے تھا۔ نہیں دیا گیا۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تحریک احباب احمدیہ کو جیسا کہ چاہئے۔ نہیں پہنچی۔ اور جیسا کہ چاہئے۔ سربرآوردگان قوم کی توجہ اس طرف نہیں کھینچی اور مذہب اور اقوام کے لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر رسمی رنگ میں ایمان رکھتے ہیں۔ اور پھر بھی خواہ دکھاوے کے لئے یا کسی اور خود غرضی کو مدنظر رکھکر جو قومی چندہ کہتا ہے دل کھول کھول کر چندہ دیتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے فدایان قوم بننے کی خاطر اپنی جانوں کو بھی پیش کر دیتے ہیں اس لئے ضروری ہے۔ کہ ایسی قوم جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہو چکی ہووے اور اس کی پاک طاقتوں پر پورا یقین ہو۔ اور آخرت پر بھی ایمان ہو۔ ان سے کچھ زیادہ بڑھ چڑھ کر نمونہ دکھاوے۔ پچھلی اقوام کے صفحہ تاریخ کو الٹ کر دیکھا جاوے تو انبیاء کرام کے صحابہ عوام الناس کی نسبت اپنی قربانی میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اسلئے یہ ضروری ہے۔ کہ یہ قوم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار فرمائی ہے۔ اور تازہ تازہ نشانوں سے جسکے ایمان کو تازہ کیا ہے۔ وہی پورا نمونہ دکھاوے چندہ روپیہ انکے دینے میں کوئی خصوصیت نہیں دیکھتا۔ کیونکہ جو نام انکے آگے ہے۔ وہ بہت بڑا ہے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس جلسہ میں جو کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پہلا جلسہ ہے۔ نہ صرف ہر ایک ممبر کم ازکم مبلغ ۲۵ روپیہ چندہ ہی لاوے بلکہ اشاعت اسلام کے لئے کم ازکم جیسا کہ حضرت اقدس نے بھی اپنی زندگی میں خیال کیا تھا۔ چالیس آدمی اپنے دل طیار کر کے آویں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں باہر نکل پڑیں۔ اور نہ کسی تنخواہ کے لئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اس کام کو اپنے سر پر اٹھا رکھنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اب سونا اور سستی کرنا چھوڑ دیوے کیونکہ مومن چالاک اور تیز ہوتے ہیں۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور کوئی وقت مقرر نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ دل کے غبار اور آرزوئیں کل پر ملتوی کرتے کرتے کسی دم چپکے سے ان قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ایک کام کیلئے دئے ہیں۔ انکے سپرد کرتے ہوئے کف افسوس ملیں میں دیکھتا ہوں۔ کہ بڑی بھاری وجہ دین کے کاموں میں سستی کی بھی ہے۔ کہ بہت سا حصہ ہماری جماعت کا ان امنگوں اور خواہشوں کو جو وہ دین کے پھیلانے کی نسبت اپنے اندر رکھتی ہیں۔ بسبب دنیاوی دہندوں کے آیندہ وقت پر پھینکتا چلا جاتا ہے۔ اور اس طرح پر نفس کو دہوکا دیکر اپنے اس وعدہ کو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ چھوڑ جاتا ہے۔ اور جو کہ ہمارے لئے گناہ ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی گرفت میں بھی لاتا ہے۔ سو اے برادران آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ

ضرور اس جلسہ کو بارونق بناویں۔ اور ہر ایک بشر خواہ گھر سے خواہ باہر کر مبلغ کم از کم عہ روپیہ ہمراہ لاویں اسوا اپنے اخراجات کر کے اور جو اصحاب وسعت ہوں وہ زیادہ زیادہ حصہ اس میں لیں۔ اور جو صاحب قادیان کسی وجہ سے نہ آسکیں۔ مبلغ عہ روپیہ کم از کم بھجوا دیں۔ سب کی سب احمدیہ انجمنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ہر ایک ممبر کو تحریک کریں۔ کہ ایسا ضرور کیا جاوے تاکہ آئندہ سال میں اشاعت اسلام کے لئے کوئی زیادہ مضبوط عملی رنگ دکھایا جاوے باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اپنے نفس کی پاکیزگی کے لئے بھی قربانی ایک بڑا بھاری وسیلہ ہے دیکھو جتنی عبادات اسلام میں ہیں۔ سب اسی ایک روح کی طاقت کو بڑھانے کیلئے ہیں۔ اس میں کامیابی ہی اسی وصال کے لئے ایک سیڑھی ہے۔ دوسرے یہ عرض ہے کہ جو جو صاحب اچھے واعظ بن سکتے ہیں۔ بشیر اسکے کے کالج کے ذریعہ واعظین کا گروہ طیار ہو سکے۔ ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا۔ کہ انکو ترغیب دی۔ کہ وہ اپنی قیمتی عمر سے اچھا کام لیں اور باہر نکل پڑیں۔ سو ایسے پاک انسان اپنی کمر ہمت باندھ کر اپنے آپ کو قوم کے پیش کردیں قوم کا کام ہوگا۔ کہ ان کی عزت و توقیر کرے اور انکے لئے وسائل سفر وغیرہ مہیا کرے ایسے واعظین اگر بیوی بچوں والے ہوویں۔ تو انکے بچوں کے لئے قادیان ہی میں انتظام تعلیم کیا جاوے۔ اور انکی اہلیہ کو انکے ہمراہ رہنے کے لئے خرچ اخراجات دئے جاویں۔ یا جیسا وہ پسند کریں۔ یہ بھی قومی چندے سے ہونا ہوگا۔ غرض قوم کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کام بڑی مردانگی اور شجاعت سے اسکے سپرد کر گئے ہیں۔ ہر ایک فرد احمدی کا فرض ہے۔ کہ ان سب کاموں کا جو حضرت اقدس کر رہے تھے کرنا اپنا خاص فرض سمجھے۔ اور ہر ایک اپنے کام کو اپنا ہی کام سمجھے۔ اور یہ یقین کرے کہ یہ اسنے ہی کرنا ہے۔ یہ کام اللہ تعالےٰ کا جاری کیا ہوا ہے۔ ہو کر تو ضرور رہیگا مگر ایسا نہ ہو۔ کہ ہم میں سے کوئی بدقسمت ایسے ہوں۔ جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی دکھاویں۔ مکرر عرض ہے کہ اپنی تحریک کو احمدیہ احباب عملی رنگ دینے کے لئے ہاتھ میں لیں۔ اور کچھ کر کے دکھا دیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ سے ضرور اجر پاویں۔

جواب قوم کا منتظر
سید محمد حسین اسسٹنٹ سرجن (ٹرسٹی)

مراسلات آمدہ از دفتر صدر انجمن احمدیہ

بعالیخدمت سیدنا و مولانا حضرت خلیفہ المہدی مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

امتحان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحکم نمبر ۵۳ جلد ۱۲ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۵ پر میں نے اپنے گرامی قدر اور مخلص بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا وہ نیازنامہ پڑھا ہے۔ جو کہ انہوں نے حضور کی خدمت میں متعلق امتحانات دینیات لکھا ہے۔ اس سے پیشتر یہ عاجز انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں اس تجویز کے متعلق مختصر طور پر عرض کر چکا ہے۔ وہ مختصر گذارش اگرچہ اخبار میں طبع نہیں ہوئی۔ مگر نصاب یا کورس امتحان کے بارہ میں اسمیں عرض کیا گیا تھا۔ اور جن احباب نے اسوقت امتحان میں شامل ہونا منظور کیا تھا ان کے اسماء گرامی سے بھی اطلاع دیگئی تھی۔ برادر گرامی قدر حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنی وسعت نظر کی وجہ سے نصاب کی تقسیم بہت موزون کی ہے اور ہر ایک امتحان دینے والے کو وسیع معلومات کے ساتھ وہ امتحان کی مجلس میں داخل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسے وسیع پیمانہ کے امتحانات کی مشکلات کے لحاظ سے جو قدرتاً پیدا ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے ۵ سال تک اس امتحان کی میعاد کو بڑھا دیا ہے۔ اور بلحاظ اس ترتیب نصاب کے جو انہوں نے تجویز فرمایا ہے۔ اسقدر میعاد یا مہلت کا دیا جانا ضروری ہو مگر میرے خیال میں میرے معزز اور محترم بھائی کی بعض مضامین جن کو انہوں نے نصاب کی قید میں لاکر زیر امتحان لانا چاہا ہے۔ وہ اپنی وسعت دلائل اور عمومیت طرز بیان کے لحاظ سے امتحان کے طور پر سوال و جواب کے تنگ دائرہ میں محصور ہونے سے امتحان دینے والے کے قلم سے نکلنے کے قابل نہیں ہیں۔ میری مراد جن مضامین سے ہے وہ برادر محترم ڈاکٹر صاحب کے مسائل نمبر ۳ و ۴ میں درج ہیں۔ ان مضامین عالیہ کے زیر امتحان نہ لانے سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امتحان دینے والے ان مضامین کے اہل نہ ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ مضامین بلحاظ اپنی وسعت کے اور ذوق عارفانہ کا اور رنگ میں ظاہر ہونیکے لائق ہیں۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح ان مضامین پر وقتاً فوقتاً جواب مضمون کے طور پر مضامین لکھواسکتے ہیں اور ان مضامین کو حوالہ قلم کرنے والا مضمون نگار بھی فراغت اور آزادی کیوقت کیساتھ بتوفیق الٰہی عمدہ طور پر نباہ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت اس طریق کو بھی اختیار فرمایا تھا۔ اور بعض احباب نے مضامین تحریر بھی فرمائے تھے۔ اور حضور ع کی خدمت میں پیش بھی ہوئے تھے۔ ان مضامین عالیہ کے اس رنگ میں ادا ہونے سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ جو بزرگ واقعی ان مضامین کے اہل ہیں۔ اور شاید وہ امتحان کی مجلس میں شامل ہونے کیلئے طیار نہ ہوں۔ اس طریق سے انکے پاک خیالات ظاہر ہو جاوینگے اور پبلک احمدی بزرگوں کی پاک طبائع کے نتائج سے عام طور پر فائدہ اٹھائیگی۔ اور اس طرح ہر ہر ایک بزرگ کی تصنیف و تالیف کا مادہ بھی پیدا ہوگا۔ اور ایسے بزرگوں کی ایک جماعت برجستہ اور موزون طبیعت والی ظاہر ہوگی خواہ یہ مضمون نگار زیر امتحان احباب سے ہوں۔ یا ان بزرگوں میں سے ہوں۔ جو زیر امتحان نہ ہوں۔ باقی رہا۔ امتحان۔ کہ جن سے عام طور پر ایسے معلومات کے افراد پیدا ہوں۔ کہ جن کی نسبت یقین ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص مشن اور آپ کی تعلیم کے مسائل جدیدہ اور دلائل اور براہین سے کہانتک واقفیت ہے۔ اسکے واسطے میرے معززہ و محترم بھائی کے نصاب مجوزہ کے سن اوّل دوم سوم اور پنجم سے مجھکو اتفاق کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ صرف براہین احمدیہ کو شق دوم کے نصاب میں داخل کر لینا چاہیے اور فصل الخطاب و تصدیق براہین بھی اسی شق میں داخل ہونی چاہئیں۔

شق پنجم۔ جو حدیث کے متعلق ہے یہ بھی ضروری ہے۔ بخاری شریف تو داخل ہی ہے۔ اسکے سوا اگر حضرت خلیفۃ المسیح ایک ایسی کتاب داخل کردیں۔ کہ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے مختلف مسائل کیساتھ خاص تعلق ہو۔ تو پھر اس شق کی بھی تکمیل ہو جاتی ہے۔ والسلام۔ عاجز میر حامد شاہ از سیالکوٹ

اعلان

بعض اوقات صدر انجمن احمدیہ کے مختلف افسران کی طرف سے جماعت احمدیہ میں چندوں کی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ اور احباب انہیں افسران کے نام منی آرڈر ارسال کردیتے ہیں۔ لہذا تمام احمدی احباب کی خدمت میں بطور یاددہانی لکھا جاتا ہے کہ مہربانی فرما کر ہر ایک قسم کا روپیہ جو صدر انجمن احمدیہ کے مختلف مدات کے لئے یا افسران انجمن کی تحریک پر بھیجیں وہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان بھیجا کریں۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین۔ اسسٹنٹ سکرٹری
۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء

الحکم الالٰہیہ فی اجمال الاخبار النبویہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
حامداً ومصلیاً

امابعد واضح خاطر ناظرین ہو کہ سنت جاریہ الٰہیہ اکثر یہی ہے۔ کہ اخبار الٰہیہ اور مبشرات ومنذرات نبویہ میں قولاً تو اجمال ہوا کرتا ہے۔ اور بوقت وقوع اون اخبار مستقبلہ کے فعل الٰہی میں ان اقوال اخباریہ کی تفصیل بہ بیان واضح ایسی واقع ہوا کرتی ہے[۱]۔ یہ دعویٰ اور مقدمہ ہمارا کتب سماویہ سابقہ اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ پر نظر ڈالنے سے کالشمس فی نصف النہار روشن اور ہویدا ہے اور دلایل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت اور واضح ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا واللہ سمیع علیم۔ چونکہ اول آیت میں اکراہ جو نکرہ ہے۔ حیز نفی میں واقع ہوا ہے بایں وجہ کسی طرح کا اکراہ اور اجبار ہو جس کو تحکم اور زبردستی کہتی ہیں۔ دین اسلام میں واقع نہ ہونے کو ارشاد فرمایا ہے یہ اس لئے کہ اس آیت سے آیات سابقہ میں ذکر جہاد کا فرمایا گیا ہے۔ اس سے شبہ پیدا ہوتا تہا۔ کہ دین اسلام میں زبردستی بہی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے خود اس شبہ کو یوں دفعہ فرماتا ہے۔ کہ لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض الآیہ کہ جہاد سے یہ غرض نہیں۔ کہ کسی کو دین اسلام میں زبردستی داخل کیا جاوے بلکہ بطور جواب اور ڈیفنس کے مفسدین کے فساد کا دفع کرنا مقصود ہوتا ہے جو ہر ایک گورنمنٹ زمینی کو بہی ضرور ہوا کرتا ہے۔ پہر گورنمنٹ آسمانی کو کیونکر ضروری نہ ہوگا۔ یہاں پر ہر ایک اکراہ کی بطور نفی جنس کے نفی فرمائی گئی ہے یعنی دین اسلام میں وہ فرد اکراہ کی بہی نہیں موجود ہے۔ جو بموجب اخبار مستقبلہ مجملہ مندرجہ کلام والہام الٰہی کے مبشرات اور منذرات واقع ہوتے ہیں۔ کیونکہ اخبار مستقبلہ میں ایک ایسا اجمال ہوتا ہے۔ کہ متعصب غبی اور معاند جو کہ پیشین گوئی کے اس وقوعی بیان الٰہی کو بسبب اپنی غباوت وعناد کے اس اجمال کے ساتھ تطابق نہیں کر سکتا ہے بلکہ اور پہلے سے زیادہ انکار اور تکذیب کے درپے ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر پیشین گوئی میں بہی بعینہٖ ایسی ہی تفصیل ہو۔ جیسے کہ اُسکی وقوع کے وقت میں ہوا کرتی ہے۔ تو پہر مجبوراً اس کو قبول ہی کرنا پڑیگا۔ خواہ طوعاً ہو یا کرھاً۔ لیکن اس صورت میں اکراہ اور اجبار لازم آویگا۔ ولا اکراہ فی الدین آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ دین اسلام کو کسی طرح کے اکراہ اور اجبار کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان اخبار مجملہ کا بیان فعل الٰہی سے ایسے زور وشور کے ساتھ واقع ہوتا ہے۔ کہ اہل عقل وانصاف پر حقیقت اس پیشگوئی کی کالشمس فی نصف النہار واضح ہو جاتی ہے۔ اور حق وباطل میں ایسا تمیز ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ جیسا رات اور دن میں ہوتا ہے کہ قد تبین الرشد من الغی۔ پہر اکراہ کی کیا ضرورت باقی رہ سکتی ہے؟ پس جبکہ اس اجمال کا بیان اللہ تعالیٰ اپنی فعل سے بڑے زور وشور کے ساتھ واقع کرتا ہے تو جو شخص اُن طاغوتوں کا انکار کرے (جو باوجود ایسے بیان فعلی الٰہی کے بہی مکذب اور منکر ہی رہتی ہیں) اور اللہ تعالیٰ پر یعنی اس کے ایسے اقوال مجملہ اور افعال مفصلہ الٰہیہ پر بہی ایمان لاوے۔ جو متعلق پیشین گوئی اور وقوع پیشین گوئی کے ہیں۔ تو وہ شخص ایسے قوی وسیلہ اور مضبوط دستہ کو پکڑتا ہے۔ جو کبہی ٹوٹنے والا ہی نہیں ہے۔ طاغوت اصل میں طیغوت تہا۔ جو حرف یا الف سے بدل گیا ہے۔ بروزن فعلوت جیسا کہ ملکوت ورہبوت ہے مراد اس سے وہ سرکش ہے جو باوجود ایسے وقوعی زور وشور کے بہی ایمان نہیں لاتا ہے۔ لیکن جو شخص کہ ایمان لاتا ہی تو اس نے ایسے قوی دستہ کو پکڑ لیا ہے۔ جو لا انفصام لہا کا مصداق ہے۔ عروہ کی جمع عریٰ آتی ہے۔ جس کے معنے دستہ وغیرہ کے ہیں۔ جکو انسان بوقت ضرورت ہاتھ سے پکڑتا ہے۔ اور یہ ایک عجیب استعارہ ہے۔ جو کہ امر معقولی کو امر محسوس کیساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا دستہ غیبی ہوتا ہے۔ کہ نہ مومن کا ہاتھ اس سے علیحدہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ دستہ ٹوٹ سکتا ہے۔ خواہ کیسے ہی مصائب اور ابتلاؤں کا سامنا اسکو پیش آوے۔

اسی کو استقامت کہتے ہیں اور آیت یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا الآیہ میں اسی کا بیان ہے۔ اور چونکہ لفظ انفصام بہی نکرہ حیز نفی میں آیا ہے۔ اسلئے باہم ان میں کس طرح کی جدائی اور انفصال واقع نہیں ہو سکتا۔ نہ عروہ کے لحاظ سے اور نہ مومن کے استمساک کے اعتبار سے کیونکہ جملہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ جزا واقع ہوئی ہے۔ شرط فمن یکفر بالطاغوت الخ کی اور وثقیٰ صیغہ مؤنث افعل التفضیل کا ہے۔ بروزن فعلی کے مذکر اسکا اوثق مثل اوسط ووسطیٰ کے ہے اور لا انفصام لہا حال واقع ہوا ہے۔ ضمیر وثقیٰ یا عروہ سے لہٰذا اس جزا میں تاکید پر تاکید ثابت ہوتی ہے۔ اور آخر آیت کو ختم فرمایا گیا ہے۔ واللہ سمیع علیم پر صفت سمیع بآواز بلند کہہ رہی ہے۔ کہ منکرین کے اقوال بیہودہ جو دربارہ تکذیب ایسی پیشگوئی کی جو بسبب عنادیا نہ سمجھنے اس اجمال وتفصیل کے غباوت کی وجہ سے واقع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سماعت سے باہر نہیں ہیں۔ اور صفت علیم میں علاوہ اس اشارہ کے ایک یہ اشارہ لطیفہ بہی ہے۔ کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ جس تفصیل اور جزئیات کیساتھ یہ پیشین گوئی واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے اس کی خبر نہیں تہی۔ کلا وحاشا بلکہ وہ ذات پاک متصف ہے ایسے علم عمیق کیساتھ جس پر صیغہ علیم مبالغہ کا دلالت کرتا ہے۔ بلکہ جو اجمال پیشگوئی میں تہا۔ وہ بسبب چند حکم الٰہیہ کے واقع ہوا تہا۔ جس میں ایک حکمت یہ تہی۔ کہ دین اسلام میں کسی طرح کا اجبار اور اکراہ واقع نہیں ہے۔ بلکہ اختیار دیا گیا ہے۔ اگر پیشین گوئی میں بہی وہی تفصیل جزئیات کی واقعہ ہوتی۔ جو بوقت ظہور کے وقوع میں آئی۔ تو پہر تحکم اور زبردستی منوانا لازم آتا۔ جو دین اسلام میں نہیں ہے لا اکراہ فی الدین پس اجمال پیشین گوئی میں حکمت تو یہی ہوئی۔ اب دوسری حکمت کا بیان یہ ہے۔

حکمت ثانی

قرآن مجید کے اکثر مقامات سے معلوم

الحکمۃ الثانیۃ

م واضح ہوتا ہے۔ کہ آیات معجزہ اور مقترحہ اللہ تعالیٰ اکثر نبی کے ہاتھ پر بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بہی صادر نہیں فرمائیں۔ جس وجہ منکرین معاندین

---

[۱] کہ اہل انصاف جو تعصب اور عناد سے پاک اور صاف ہوتے ہیں کوئی شبہ اور اخفا انکو باقی نہیں رہتا ہے۔

نشانات اور آیات کو آنحضرت صلعم سے ہمیشہ طلب کرتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ ہزارہا معجزات قولی اور فعلی آپکے ہاتھ پر ایسے صادر ہوتے رہے کہ انکے مشاہدہ میں ہی آتے رہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ واقسموا باللہ جہد ایمانھم لئن جاءتھم آیۃ لیؤمنن بھا قل انما الآیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون۔ ظاہر ہے کہ جب مخالفین معاندین ہزارہا آیات کو دیکھتے تھے۔ اور پھر بھی اقسام غلاظ کھا کر طلب آیات کی کرتے تھے۔ تو اس طلب آیات سے یا آیات مجوزہ مراد ہوسکتی ہیں۔ یا وہ آیات کہ وہ خود اپنی طرف سے گھڑ گھڑ کر مانگتے تھے۔ دونوں صورتوں میں جواب یہ ملا کہ آیات و نشانات تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں۔ لیکن میرے اختیار میں نہیں ہیں یعنے اگر وہ آیات میرے ہی اختیار میں ہوویں۔ تو پھر وہ آیات میرے جانب اللہ ہونیکی کیونکر دلیل ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جو امر انسان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اگر اسکو صادر کرکر وہ کہے۔ کہ یہ فعل اختیاری میرا میرے دعویٰ رسول اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ تو یہ قول اسکا محض از قسم سفاہت ہوگا۔ مثلاً شعبدہ باز جو کوئی شعبدہ اپنا اختیاری دکھلاتا ہے۔ تو نہ کوئی شخص اسکو منجانب اللہ مان سکتا ہے۔ اور نہ خود شعبدہ باز اس شعبدہ کو اپنے مامور من اللہ ہونیکی دلیل گردان سکتا ہے۔ اور اگر انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں ہی ہوتے۔ تو وہ آیات اور معجزات انکے لئے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کیونکر دلیل ہوسکتے تھے۔ اسی حکمت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے نشانات اور معجزات کو اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے اور نبی علیہ السلام کے اختیار میں نہیں رکھا۔ اور یہی امر جو انکی حقیت اور نبوت صداقت کے لئے ایک بڑی حجت تھی مخالفین کے لئے باعث شبہات کا ہوگیا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک قسم کا خفاء ان آیات میں آگیا ہے۔ مگر معاندین ہی کے لئے نہ کہ مخلصین کے لئے۔ پس اس آیت سے بھی بلحاظ اس حکمت کے ثابت ہوا کہ پیشگوئیاں اور اخبار مستقبل میں ایک طرح کا خفا ہونا بھی ضروری ہے۔ جو وہی اجمال مذکورہ ہے جو مذکور ہوا۔

الحکمۃ الثالثہ

تیسری حکمت اس آیت کے آخر میں یہ بیان فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ جو مخالفین معاندین کی استعدادوں اور فطرتوں کیا ہے بخوبی علیم و خبیر ہے وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اگر آیات مقترحہ مخالفین کی بھی اللہ تعالیٰ ظہور میں لاویگا تو بھی وہ معاندین ایمان نہ لاویں گے۔ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون۔ اسی مطلب کو آیندہ آیات میں بشرح و بسط اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ وکلمھم الموتیٰ وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ الآیۃ۔ لہٰذا چونکہ فعل حکیم مطلق کا خلاف از حکمت نہیں ہو سکتا۔ تو ایسے نشانات بدیہہ کا صدور جو وہ وقتی چارہ کے مصداق ہوں۔ حکمت الٰہی کے محض خلاف ہے۔ بلکہ محض عبث اور لغو ہے۔ وتعالیٰ شانہ عن ذالک علوا کبیرا پس آیات مقترحہ یا معجزہ کا صدور انبیاء کے ہاتھ یا اختیار میں نہیں ہوسکتا۔ اسلئے علم کلام کی کتابوں میں یہ مسئلہ بلا اختلاف اتفاقاً لکھا ہوا ہے۔ کہ معجزہ نبی کا فعل اللہ تعالیٰ اکا ہوتا ہے۔ نہ فعل انبیاء کا۔ عبارات علم کلام کے نقل کرنے میں طوالت موجب ملالت ہوگی اسلئے نقل نہیں کی گئیں اور حسبنا کتاب اللہ پر اکتفا کیا گیا۔

الحکمۃ الرابعۃ

حکمت چوتھی۔ اگر ایسی بدیہی آیات و نشانات انبیاء کے ہاتھ سے صادر ہوویں۔ یا پیشین گوئیوں میں وہی تفصیل جزئیات کی واقع ہووے کہ جو بوقت ظہور پیشین گوئی کے جو جو جزئیات وقوع میں آتے ہیں۔ وہ سب موجود ہوں! تو پھر مابین اہل علم و عقل اور جہلا اغبیا کے کیا فرق رہیگا؟ اور علوم مدونہ معانی و بیان وغیرہما کس کام کے رہیں گے؟ اور مخلص باعمل اور غیر مخلصین بے عمل میں کیا فرق باقی رہیگا؟ لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ کہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا بقول شخصے ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی وہیں فرماتا ہے۔ والذین اوتوا العلم درجات وغیرہ وغیرہ اسلئے یہی حکمت الٰہی مقتضی ہے۔ کہ پیشین گوئیوں میں کچھ نہ کچھ اجمال کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ فرق مراتب مقررہ الٰہیہ اسطرح سے باقی رہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وما یذکر الا اولوا الالباب۔ یعنی متشابہات کے وجوہ کثیرہ کو جو متمیز وجوہ محذورات سے ہوویں۔ انکو بجز علمائے صاحبان بواطن علوم کے اور کوئی نہیں یاد رکھ سکتا ہے۔ اور نہ کوئی اور فرقہ سوائے اولوالالباب کے نصیحت اور تذکر متشابہات سے حاصل کرسکتا ہے۔ کیونکہ غیر اولوالالباب کے ہیں۔ وہ وہ ان سے معانی یا مراد لیتے ہیں۔ جو محکمات کے مخالف ہوں۔ حالانکہ عند العقل یہی ضروری ہے۔ کہ متشابہات ذو الوجوہ یعنے جو آیات متشابہات ہیں۔ ان سے مراد وہ لیجاوے جو مطابق محکمات کے ہووے۔ کیونکہ محکمات میں تو سوائے ایک وجہ کے دوسری وجہ کا احتمال ناشی عن الدلیل نہیں ہوتا۔ بخلاف متشابہات کے کہ وجوہ کثیرہ کے محتمل ہوتی ہیں۔ پس متشابہات کا ارجاع جو ذو الوجوہ ہیں۔ محکمات کی طرف ضروری ہے۔ کیونکہ وہ تو سوائے ایک وجہ کے دوسری وجہ کا احتمال ہی نہیں رکھتی۔ اگر ایسا کچھ نہ کیا جاویگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکا نام والذین فی قلوبھم زیغ۔ اسی آیت میں رکھا ہے۔ کما فی الحدیث پس اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ کلام الٰہی میں متشابہات کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہی امر جہلا معاندین پر باعث خفا ہوجاتا ہے۔ یہی ہے چوتھی حکمت۔

الحکمۃ الخامسہ

پانچویں حکمت یہ ہے۔ کہ احکام الٰہیہ کی بجا آوری میں جب تک انسان اپنی محبوبات کو خرچ نہ کرے اور فی سبیل اللہ انکو استعمال میں نہ لاوے تب تک کسی فلاح کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ اسلئے ہر ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کا خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور اپنی جوارح اور اعضا اور قوائے ظاہری کا استعمال میں لانا بھی ضروری ہے۔ پس اسی طرح پر اپنی قوائے باطنیہ یعنے نظر اور فکر اور قوت نظریہ عقلیہ و اخلاقیہ کا صرف کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ بغیر صرف کرنے ان قوائے طیبہ کے استحقاق حصول ثواب کا اسکو کیونکر حاصل ہوسکتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ جو وارد ہے فلہٰذا حکمت الٰہیہ مقتضی ہے۔ اس امر کی کہ پیشین گوئیوں میں بالضرور ایک طرح کا اجمال ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ہر ایک اہل عقل اپنی غور اور فکر کو استعمال کرکر حقیقت پیشین گوئی کو سمجھے۔ اور حسب بیان سابق کے مستحق ثواب کا ہووے اور اگر پیشین گوئیوں میں اجمال نہ ہووے بلکہ وہی جزئیات کی تفصیل موجود ہو۔ جو بوقت ظہور پیشینگوئی کے اسکے جزئیات تفصیلیہ واقع ہوتے ہیں۔ تو پھر فرمائیے کہ علوم کی کیا حاجت رہی؟ اور استعمال فکر و نظر کی کونسی ضرورت موجود رہی۔ جو موجب استحقاق ثواب کی تھی۔ علماء جہلا سب برابر ہوگئے حالانکہ نصوص بینہ کے

یہ امر محض خلاف ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ یہ پانچویں حکمت ہوئی۔ پیشین گوئیوں کی اجمال میں جس کا بیان تفصیلی بوقت ظہور پیشین گوئیوں کے اللہ تعالیٰ خود اپنے فعل سے فرما دیتا ہے۔ اب حکمت چھٹی کا بیان کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ ہر ایک قوۃ انسانی ظاہری و باطنی کا یہ حال ہے۔ کہ جب اسکو معطل اور بیکار رکھا جاوے۔ تو وہ قوۃ ضعیف یا سلب ہوتی جاتی ہے۔ اور جب اسکو کام میں لایا جاوے۔ تو ایک اپنی دائرہ استعداد تک قوی ہوتی چلی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس فطرت انسانی کی ترقی کا لحاظ امت محمدیہ میں فرما کر قرآن مجید میں آیات متشابہات بھی نازل فرمائیں۔ اور پیشین گوئیوں میں جو قیامت تک واقع ہونے والی ہیں۔ ایک قسم کا اجمال ہی رکھا۔ اور آیات متشابہات کلام مجید اور کلام نبوت اور الہامات تینوں میں نازل فرمائیں۔ تاکہ ہر ایک انسان مومن اپنی فکر اور نظر کو وقتاً فوقتاً تیز کرتا رہے۔ اور اپنے قوائے نظریہ کو معطل نہ کر دیوے چنانچہ سلف صالح اور اوائل امت نے اس حکمت اور اشارہ الٰہیہ کو سمجھکر بڑے بڑے علوم دقیقہ میں جنکے ساتھ وہ مختص ہیں۔ اپنے اذہان کو دوڑایا اور بحکم وعدہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ایسے ایسے علوم ایجاد کئے جو دنیا بھر میں کسی پیغمبر کی اُمت نے اپنی پیغمبر کی کتب الٰہیہ کی اور احادیث نبویہ کی حفاظت کے لئے ایسے علوم الٰہیہ ایجاد نہیں کئے تھی۔ امت محمدیہ کی توجہ اس حکمت الٰہیہ پر کیونکر راجع ہوتی۔ کہ بشارت الٰہیہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہو چکا تھا۔ اور قیامت تک کتاب اللہ اور سنت محمدیہ کا بلا تغیر و تبدیل جاری رہنا منظور الٰہی روز ازل سے مقرر ہو چکا تھا۔ خصوصاً قرآن مجید ایک ایسی کتاب باوجود اختصار کے جامع اور مانع ہے۔ کہ کوئی معرفت اور کوئی صداقت کسی مذہب میں ایسی نہیں پائی جاتی۔ جو قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ اور کوئی شبہ اور وسوسہ اہل باطل کا نہیں۔ جسکا جواب باصواب خواہ صراحتاً ہو یا اشارتاً قرآن مجید میں نہ پایا جاتا ہو قوانین اجتہاد جو کتب اصول میں مدون ہیں۔ ان کے ملاحظہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اجتہاد اسی امت کیساتھ مخصوص ہے۔ لیکن ان معارف غیر متناہی اور حقایق لامتناہی کے لیے جو قرآن مجید میں باوجود اس اختصار کے موجود ہیں۔ انکے اظہار کے لئے علمائے ظاہری کیواسطے ان علوم مختلفہ دین اسلام کا مدون ہونا ضروری تھا کیونکہ وجود مجدد کا تو بموجب حدیث صحیح کے ایک صدی کے بعد ہوتا ہے۔ تاکہ جو اغلاط ان علمائے ظاہری سے بسبب موجود ہونے قوت وہمیہ علماء کے باوجود اہل علم ہونے کے دین اسلام میں واقع ہو گئی ہوں۔ ان اغلاط کا وہ ازالہ کر دیوے یہ تجدید دین محمدیہ کی بذریعہ مجدد صدی کے ایک مزید فضل ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مخصوصات اسی امت سے ہے۔ اور اس سے ہی مقصود و مراد الٰہی یہی ہے۔ کہ ایک صدی میں جو بسبب خلط اوہام علمائے ظواہر کے دین اسلام میں کچھ اغلاط واقع ہو جاویں۔ وہ مجدد اسکو رفع کر دیوے اور مجدد کا نفس قدسی کچھ ایسا واقع ہوتا ہے۔ کہ قطع نظر ان الہامات کے جو اسکو منجانب اللہ ہوتے ہیں۔ ان علوم مدونہ کی تعلیم منجانب اللہ اسکو ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ کوئی عالم متبحر بھی اگر اسکا مخالف ہو جاوے تو ان علوم میں بھی اس مجدد کا ہرگز ہرگز کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور علوم الٰہیہ جیسے کہ علم معانی و بیان علم بدیع علم کلام علم فقہ۔ علم اصول حدیث۔ علم حدیث۔ علم تصوف حقہ علم تفسیر علم مناظرہ علم منطق وغیرہ وغیرہ علوم میں اس مجدد کو ایسا ملکہ راسخہ ہوتا ہے کہ اسکے مقابلہ میں تمام میں علمائے متبحر ٹھوکر کھا کر ایسے گر جاتے ہیں۔ کہ پھر سنبھل ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ الحق دہلی کے ملاحظہ سے ناظرین کو واضح ہے۔

”حضرت فاضل امروہی نے یہ ایک مبسوط مضمون شروع کیا ہے۔ مگر ناسازی طبیعت و نصیب اعداء کیوجہ سے وہ اسکو پورا نہیں کر سکے۔ اسلئے فی الحال یہیں تک درج کیا جاتا ہے۔ باقی پھر دوسرے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جائیگا۔“ ایڈیٹر

دارالامان کی خبریں

۱ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں اور برکات سے حصہ لے رہے ہیں۔ ۲۰ رمضان المبارک کی صبح کو آپ مسجد مبارک میں معتکف ہوئے۔ آپ نے ارادہ فرمایا ہے۔ کہ آپ اسی عشرہ میں قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر سنائیں گے۔ یعنے پوری قرآن مجید کا۔ چنانچہ آپ نے شروع کر دیا ہے۔

آپکے ساتھ ہی حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب اور میر محمد اسحاق صاحب بھی معتکف ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو آپ کی برکات سے بہرہ ور فرمائے۔

۲۔ حضرت اُم المومنین علیہما السلام اور آپکا خاندان بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہے۔

۳۔ راس التین سے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک خط آیا ہے جس میں ڈیڑھ سو آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ اسقدر دور دراز ملک سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک کثیر تعداد کا داخل سلسلہ ہونا اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کی بات ہے۔ اصل خط معہ ترجمہ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج کیا جائیگا۔

۴۔ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام کے معائنہ کیلئے انسپکٹر صاحب حلقہ امرتسر آنے والے ہیں

اسلامی دنیا

امرتسری منکر

امرتسری منکر کی حالت قابل رحم ہے۔ جو آیات اللہ کو دیکھتا ہوا بھی انکار کرتا ہے۔ امرتسر کی حالت پر لکھتا ہے ”امرتسر میں تعداد اموات اکثر زیادہ سے زیادہ بیس پچیس تک ہوا کرتی تھی۔ لیکن ان دنوں موسمی بخار نے ایسی مہلک صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ تعداد اموات قریباً دو سو تک پہنچ چکی ہے۔ جن میں دو ثلث سے زیادہ مسلمان ہوتے ہیں۔ اور ابھی کمی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جس کو دیکھو۔ وہی بخار میں مبتلا ہے۔ اور سوئے پر سو دُرے والی مشہور مثل آجکل امرتسر پر خوب صادق آتی ہے۔ گرانی کی بھی حد ہو گئی ہے۔ الاخرہ۔

خود ایڈیٹر صاحب۔ ان کا منیجر۔ کاتب۔ پریس کے ملازم تک بیمار ہیں۔ اس پر شوخی یہ کہ کہتے ہیں۔ کہ

آہ! مرزا صاحب قادیانی زندہ ہوتے تو اُن کا معجزہ تھا!

ارے نادان۔ یہ معجزہ تو اب بھی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ آپ نے شایع کر دیا تھا طاعون جاتی رہی مگر بخار رہ گیا۔ یہ موتا موتی کی گرم بازاری آپ کی سچائی کی گواہ ہے۔ اور جیسا تو خود لکھتا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ پتہ لگ جائیگا۔

منتظر باش!

اسلامی ٹیکنیکل سکول پنجاب میں

زمانہ کی نبض شناس قوم اہل ہنود نے ملازمت کے دائرہ کی تنگی کا عرصہ ہوا۔ اندازہ کر لیا تھا۔ اُس نے آزاد پیشوں کی طرف اپنے نوجوانوں کو متوجہ کیا۔ تجارت پہلے ہی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ پھر صیغہ صنعت کی خوبیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے پنجاب میں ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہندوؤں کے لئے ڈیم کی جو کامیابی سے چل رہی ہے۔ اب مسلمانوں کو بھی ہوش آیا ہے۔ اور پنجاب میں وہ ایک سکول صنعت کا کھولنا چاہتے ہیں۔ لفٹنٹ ملک مبارز خان ٹوانہ نے اس کے لئے دس ہزار کے عطیہ کا وعدہ کیا ہے۔ ملک صاحب نے بہت بڑی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ لیکن اگر ملک صاحب اور دوسرے لوگ جو اس سکول کے بانی ہوں گے اور مہتمم ہوں گے۔ اُن مسلمان بچوں کے لئے مذہبی واقفیت کے لئے دینی تعلیم بھی شامل نصاب کر لیں۔ تو یہ کار خیر اُن کے لئے باقیات الصالحات ہوگا۔ اتنی ہی تعلیم کافی ہے۔ کہ مسلمانوں کے بچے اسلامی اصولوں سے واقف ہو جائیں اور عملی طور پر انہیں ارکان اسلام کی پابندی سکھائی جائے۔ کیا اس نیک مشورت کی قدر کی امید کرنی چاہئے؟

تو کار زمیں را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی

ایک معظم کے مدارس کی اصلاح پر چھاؤنی بنارس کے ایک حاجی قادر بخش صاحب نے پیسہ اخبار میں ایک مضمون لکھا ہے۔ کہ اُن مدارس میں حساب اور تاریخ اور جغرافیہ وغیرہ پڑھائی جائے۔ تاکہ وہ طالب علم مدرسے سے نکل کر جھٹ ریلوے میں ملازمت کر سکیں۔ دنیوی نکتہ خیال سے یہ تجویز بُری نہیں۔ مگر کیا حاجی صاحب انڈیا کے اسلامی مدارس (جن سے مراد مکاتب ہیں) کی اصلاح سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اسلامی مدارس کے نصاب کا سوال بڑا ہی قابل غور سوال ہے جس پر علماء کی ایک مشترکہ مجلس کو غور کرنی چاہئے۔ ندوہ نے یہ کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر نصاب تعلیم کی اصلاح کی سکیم ابھی تک بہت کچھ قابل غور ہے۔ جہاں ایک طرف مدت تعلیم کو کم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہاں سلسلہ تعلیم میں ایسی مفید اور ضروری کتابیں ہوں جن سے طالب علم عربی علوم کے ساتھ جدیدہ علوم کی واقفیت پیدا کر کے خدمت اسلام کر سکیں۔

ٹرکی میں تخفیف تنخواہ

دستوری حکومت کے ساتھ ہی اعلیٰ عہدہ داران ٹرکی کی تنخواہوں میں معقول تخفیف کی گئی ہے۔ جس سے یہ غرض ہے۔ کہ سلطنت عثمانیہ کی مالی حالت کی اصلاح کی جاوے۔ اور اس طرح پر جو بچت ہو سکے وہ اعلیٰ پیمانہ پر جنگی تیاریوں کے لئے کام آوے۔

انجمن حمایت حاجیان ہند

جدہ میں ہندوستانی حجاج کی حمایت کے لئے ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ یہ انجمن ہندی حاجیوں کی حمایت اور اعانت کریگی اور وقتاً فوقتاً مسلمانان ہند اور گورنمنٹ آف انڈیا کو ضروری حالات سے اطلاع دیتی رہیگی۔ یہ ترکی کی دستوری حکومت کا نتیجہ ہے امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ آزادانہ کام کرنے والی انجمن مسلمانان ہند کو اُن نقصانات سے بچانے میں مدد دیگی۔ جو آئے سال اُنہیں اُٹھانے پڑیں گے۔

مشرق ادنے کی حالت

جرمنی اور آسٹریا نے بلغاریہ سے پھر لکھا ہے کہ اورنٹیل ریلوے کے قبضہ کے دعاوی کا تصفیہ اس وقت ہو سکتا ہے۔ کہ پیشتر بابعالی کی رضامندی حاصل کر لی جائے۔

(بعد کی خبر) ایم اسوالسکی سر ایڈورڈ گرے سے روزمرہ طویل طویل مشورے کر رہے ہیں طے ہوا ہے کہ برطانیہ عظمےٰ اور فرانس کی فیاضانہ امداد سے دردانیال کے مسائل ٹرکی اور روس کے مابین جدا جدا طے ہوں گے۔ سرویا کو علاقہ کی ضمانت اور ڈینیوب کمیشن میں داخلہ کی صورت میں غالباً کچھ نہ کچھ معاوضہ ضرور دیا جائیگا۔ پیرس کے اخبار میٹن کے قائم مقام نے بلغاریہ کے وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ وزیر اعظم نے بلغاریہ کے صلح کارانہ ارادوں کا ارادہ کیا۔ لیکن کہا کہ "اگر ہمیں آزادی خریدنی پڑی تو ہم اپنے خون کے عوض اسے خرید لیں گے"

(بعد کی خبر) برطانیہ عظمےٰ، فرانس اور روس، دول کی کانفرنس میں وہ پیش کرنے پر متفق ہو گئے ہیں جس کی رو سے عہدنامہ برلن کے بجائے دفعات قائم کی جائینگی جن کا منشا یہ ہوگا کہ بوسینیا [illegible] الحاق اور بلغاریہ کی آزادی کو تسلیم کیا جائے۔ رومیلیا اور بلغاریہ اور یونان پر ٹرکی کے لئے مالی ذمہ واریاں عائد کی جائیں ما متعلق جسقدر دفعات ہیں اُن سب کی بجائے ایک فقرہ ہو جس کی وجہ سے تمام موجودہ جو مانٹینگرو پر پابندیاں عائد ہیں اُٹھا دی جائیں اور ریاست مذکور کے ڈینیوب کے حقوق میں توسیع ہونی چاہئے۔ اس مضمون کا اعلان ہو۔ کہ جس وقت آئینی اصلاحیں عمل میں آ جائیں تو ٹرکی سے معاملات غیر کے مطالبات اور اُن کے اُٹھا لینے چاہئیں ریاستوں کا مسئلہ روس اور ٹرکی کے مابین تصفیہ کے لئے چھوڑا جائے اور اس تصفیہ کی بنا اس امر پر ہونی چاہئے کہ روس کے جنگی جہازوں کو دردانیل سے گزرنے کا حق دیا جائے اور روس کے ساتھ جنگ کی صورت میں دوسری سلطنتوں کو بھی اس قسم کا حق ہونا چاہئے۔ صیغہ خارجہ اسلامیہ خبر مذکورہ بالا کی تصدیق کرتا ہوا یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ سر ایڈورڈ گرے اور ایم سوالسکی کے درمیان معاہدہ روس و انگلستان کے متعلق بھی گفتگو ہوئی ہے اور اس بات کے وعدے ہو گئے ہیں۔ کہ وسط ایشیا کے معاملات کو اتفاق اتحاد کے ساتھ